والدین کے حقوق

فخر موجودات ﷺ کے فرمودات اور اُسوہ

از قلم لئیق احمد مشتاق۔ سُرینام (جنوبی امریکہ)

حقوق العباد میں سب سے بڑا اُخلق یہ ہے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔(الحجرات:14)

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

یہ وہ ابدی صداقت اور سنت جاریہ ہے جس کا ذکر مالک حقیقی نے اپنی پاکیزہ اور لاریب و بے عیب کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ خالق کائنات نے اس روئے ارض پر انسانی ہدایت اور اصلاح خلق کے لیے جن برگزیدہ بندوں کو منتخب فرمایا ہم انہیں انبیاء ورسل کی مقدس اصطلاح سے یاد کرتے ہیں۔ اس کائنات میں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں فریضۂ ہدایت کے لیے مبعوث ہونے والے مقدس سلسلے کا آغاز ہوا۔ اور پھر یہ کاروانِ رسالت مختلف صدیوں اور مختلف علاقوں میں انسانی ہدایت کے فریضے ادا کرتے ہوئے پاکیزہ سیرتوں کی ایک کہکشاں ہمارے سامنے منور کرتا ہے۔ جس میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام جیسے عظیم الشان اور اولوالعزم پیغمبر بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔

درخشندگی اور تابندگی کے اس ماحول میں ایک شخصیت خورشید جہاں تاب کی صورت میں زمانے اور زمین کی ظلمتوں کو

مٹانے اورانسان کے لیے ہدایت کا آخری پیغام لے کر مبعوث ہوئی جس کا نامِ نامی محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ تکمیل ہدایت اور تکمیل اخلاق اُسی ایک ہی ذات عالی مقام کے ذریعہ ہوئی۔ آج انسانیت کے پاس آسمانی ہدایت کا یہی ایک نمونہ باقی ہے۔ جسے قرآن مجید نے اسوۂ حسنہ قرار دیا اور اس اسوۂ حسنہ کے حامل کی سیرت سراج منیر بن کر ظلمت کدۂ عالم میں روشنی پھیلا رہی ہے۔

حضرت محمد ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کے بعد وہ کامل ترین ہستی ہیں جن کی زندگی اپنے اندر عالمِ انسانیت کی مکمل راہ نمائی کا پورا سامان رکھتی ہے۔ احسن الخالقین کا یہ عبد کامل خَلق اور خُلق میں کامل، یکتا، بے مثل اور عدیم النظیر ہے۔ اور آپ کی زبان اطہر سے یہ روشن کلمات نکلے: "إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ۔"

(صحیح الالبانی، سلسلہ احادیث صحیحہ، الاخلاق والبر والصلۃ۔ حدیث نمبر: 2399)

عن مالك أنه قد بلغه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ۔

(شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك، كتاب الجامع، باب حسن الخلق، ما جاء في حسن الخلق)

اب ان دونوں احادیث مبارکہ میں جو الفاظ آئے ہیں وہ ساری توجہ اپنی طرف مبذول کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں "مکارم اخلاق" اور دوسری میں "حسن اخلاق" کی تکمیل کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد عظیم قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر خُلق کو اپنی ذات میں اختیار کرکے اسے خُلق عظیم بنا کر اللہ کی مخلوق کے سامنے ظاہر کیا ہے۔ خواہ وہ خلق صدق ہو، خلق صبر ہو، خلق حیا ہو، خلق احسان ہو، خلق احصان ہو، خلق امانت داری اور خلق دیانت داری ہو۔ خلق وفائے عہد ہو، خلق شکر ہو، خلق عفو ہو، خلق عدل و انصاف ہو، خلق تواضع و انکساری ہو، خلق حلم و بردباری ہو، خلق رحم و مہربانی ہو، خلق سخاوت و جود و کرم ہو، خلق شجاعت و بہادری ہو، خلق ایثار و بے نفسی ہو، خلق حق گوئی اور صاف گوئی ہو، خلق اعتدال و توازن ہو، خلق رفق و نرمی ہو وغیرہ۔ ان سب اخلاق کو رسول اللہ ﷺ نے خلق عظیم کی صورت میں پروان چڑھایا۔ ان سارے خلقوں کو اپنے کمال پر پہنچایا ہے اور ان سب کو پُر عظمت اور انسانوں کے لیے باعث عزت بنایا ہے۔ اور ان سب اخلاق کو اتنا عظیم اور اتنا زعیم اور اتنا وجہ تکریم اور اتنا باعث تنعیم بنایا کہ باری تعالیٰ نے اسے خُلق عظیم قرار دیا۔ پس آپ ہی ہیں جنہوں نے ہر خُلق کو خُلق عظیم بنایا۔ اوّل و آخر کل مخلوق میں وہ ایک ہی ہے جو خیر میں اجود، خُلق میں کامل اور حسن میں تام تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کا یہ قول تا ابد اس صداقت کا گواہ رہے گا۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَخْبِرِينِي بِخُلُقِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله

علیہ وآلہ وسلم قَالَتْ: کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ؟ قُلْتُ: فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَبَتَّلَ، قَالَتْ: لَا تَفْعَلْ أَمَا تَقْرَأُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَدْ وُلِدَ لَهُ۔ (مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر 11171)

سعد بن ہشام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المومنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے آگاہ فرمائیں۔ انہوں نے کہا: قرآن ہی رسول اللہ ﷺ کا اخلاق تھا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم: 5) بے شک آپ ﷺ اخلاق کی اعلیٰ قدروں پر فائز ہیں۔ میں نے عرض کیا: میں تبتّل کی زندگی اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: تم ایسا نہ کرو، کیا تم قرآن میں یہ نہیں پڑھتے: لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب: 22) یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شادیاں کیں اور آپ ﷺ کی اولاد بھی ہوئی۔

حقوق اللہ میں سب سے بڑا خُلق توحید و خدا پرستی ہے کہ ایک خدائے پاک لاریب و بے عیب کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور حقوق العباد میں سب سے بڑا خُلق یہ ہے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔ اور اس خُلق کو بام عروج پہ پہنچانے کے لیے مولائے کُل نے اپنے اس عبد کامل پر وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (بنی اسرائیل: 24) جیسی روشن تعلیم نازل فرمائی اور آپ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے والدین کے حقوق اور عزت و احترام کو اس طرح قائم فرمایا کہ انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اصدق الصادقین نے عورت کو ماں کی حیثیت سے جنّت کی منزل اور مرد کو باپ ہونے کی حیثیت سے جنّت کا دروازہ قرار دیا اور ہر حال میں ان کی عزت و تکریم قائم رکھنے کی تعلیم دی اور انتہائی باریک بینی سے ان امور کی نگرانی فرمائی کہ ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاریؓ جیسے جاں نثار ساتھی اور جلیل القدر صحابی نے ایک حبشی غلام کو ماں کا طعنہ دیا تو اس معلّم اخلاق ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا، اور اسے جاہلیت کی علامت قرار دیا۔

احکام خداوندی

قرآن کریم میں احکم الحاکمین نے والدین سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کی تعلیم اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ہر جگہ اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ والدین سے حسن سلوک کی نصیحت کی کیونکہ والدین ایک طرح سے ربّ کا پرتو ہی ہیں اسی

لیے قرآن کریم نے رحمی رشتوں میں سب سے مقدم والدین سے حسن سلوک کو رکھا۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔(البقرۃ:84)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کا میثاق (اُن سے) لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے اور والدین سے احسان کا سلوک کرو گے اور قریبی رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے بھی۔ اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اس کے باوجود تم میں سے چند کے سوا تم سب (اس عہد سے) پھر گئے۔ اور تم اِعراض کرنے والے تھے۔

كُتِبَ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَیْرَا ۖۚ الْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ۔(البقرۃ:181)

تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ کوئی مال (ورثہ) چھوڑ رہا ہو تو وہ اپنے والدین کے حق میں اور رشتہ داروں کے حق میں دستور کے مطابق وصیت کرے۔ متقیوں پر یہ لازم ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۔(البقرۃ:216)

وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ تُو کہہ دے کہ تم (اپنے) مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرنا چاہو تو والدین کی خاطر کرو اور اقرباء کی خاطر اور یتیموں کی خاطر اور مسکینوں کی خاطر اور مسافروں کی خاطر۔ اور جو نیکی بھی تم کرو تو اللہ یقیناً اس کا خوب علم رکھتا ہے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ۔

(النساء:37) اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔

(الانعام:152)تو کہہ دے آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے ربّ نے تم پر حرام کر دیا ہے (یعنی) یہ کہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور (لازم کر دیا ہے کہ) والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ۔

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔(بنی اسرائیل:24تا25)

اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔(ابراھیم:42)

اے ہمارے ربّ! مجھے بخشش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔(الاحقاف:16) اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اُسے جنم دیا۔ اور اُس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے۔

خیر الانام ﷺ کے فرمودات

ہر حال میں حسن سلوک کی تلقین

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ۔

(الترغیب والترھیب لقوام السنة، دار الحدیث القاھرة۔ رقم الحدیث: 448)

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ۔ (صحیح البخاری کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ، حدیث نمبر: 5971)

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا! تمہاری ماں ہے۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ نبی کریم ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ تمہاری ماں ہے۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا باپ۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ عَيْزَارٍ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا۔ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ۔ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

(صحیح البخاری کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ۔ حدیث نمبر: 5970)

حضرت ابوعمرو شیبانی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس گھر والے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن مسعود ؓ کے گھر کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ پوچھا کہ پھر کون سا؟ فرمایا کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ۔

(صحیح البخاری کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ، حدیث نمبر: 5975)

حضرت مغیرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اور (والدین کے حقوق) نہ دینا اور ناحق ان سے مطالبات کرنا بھی حرام قرار دیا ہے، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور قیل و قال (فضول باتیں) کثرت سوال اور مال کی بربادی کو بھی ناپسند کیا ہے۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنَعَ وَهَاتِ. وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب الآداب، حدیث نمبر: 4915)

حضرت مغیرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ نے ماؤں کی نافرمانی کرنے، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے، بخل کرنے اور دست سوال دراز کرنے کو تم پر حرام قرار دیا ہے، اور فضول باتیں کرنے، (لوگوں کے احوال جاننے کے لیے) زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو تمہارے متعلق ناپسند فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ، قِيلَ: مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(صحیح مسلم كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا عِنْدَ الْكِبَرِ فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ حدیث نمبر: 6511)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: خاک آلودہ ہو ناک اس کی، پھر خاک آلودہ ہو ناک اس کی، پھر خاک آلودہ ہو ناک اس کی۔ کہا گیا کس کی یا رسول اللہ!؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے ایک کو بوڑھا پائے مگر ان کی خدمت گزاری کر کے جنت میں نہ جائے۔

عَنْ ابْنِ سَلَامَةَ السُّلَمِيِّ, قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ, أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ, أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ ثَلَاثًا, أُوصِي امْرَءًا بِأَبِيهِ, أُوصِي امْرَءًا بِمَوْلَاهُ الَّذِي يَلِيهِ, وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ أَذًى يُؤْذِيهِ۔

(سنن ابن ماجه کتاب الأدب، بَابُ: بِرِّ الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 5762)

حضرت ابن سلامہ سلمیؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں آدمی کو اپنی ماں کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنی ماں کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنی ماں کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنے باپ کے ساتھ اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں آدمی کو اپنے غلام کے ساتھ جس کا وہ والی ہو اچھے سلوک اور برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ اس کو اس سے تکلیف ہی کیوں نہ پہنچی ہو۔

عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ, أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ اللّٰهَ يُوصِيكُمْ بِآبَائِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ يُوصِيكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ۔ (سنن ابن ماجه کتاب الأدب، بَابُ الْبِرِّ الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 3661)

مقدام بن معدیکربؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ماؤں کے ساتھ حسن سلوک (اچھے برتاؤ) کی وصیت کرتا ہے۔ یہ جملہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین بار فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تم کو اپنے باپوں کے ساتھ حسن

سلوک کی وصیت کرتا ہے، پھر جو تمہارے زیادہ قریب ہوں، پھر ان کے بعد جو قریب ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (سنن ترمذي ابواب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب مَا جَاءَ مِنَ الْفَضْلِ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 1900)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔

(سنن ابن ماجه كتاب الأدب، بَابُ الْبِرِّ الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 3662)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہی دونوں تیری جنت اور جہنم ہیں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ۔

(سنن ابن ماجه كتاب الأدب، بَابُ الْبِرِّ الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 3663)

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، چاہے تم اس دروازے کو ضائع کر دو، یا اس کی حفاظت کرو۔

والدین کے حکم پر طلاق دینا

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ، وَكُنْتُ أُحِبُّهَا، وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ لِي: طَلِّقْهَا فَأَبَيْتُ، فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلِّقْهَا۔

(سنن ابوداؤد كتاب الادب باب فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ حدیث نمبر 5138)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے محبت کرتا تھا اور عمرؓ کو وہ ناپسند تھی، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اسے طلاق دے دو، لیکن میں نے انکار کیا، تو عمر نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے طلاق دے دو۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِي امْرَأَةً، وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِطَلَاقِهَا، قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ۔

(سنن ترمذي ابواب البر والصلة عن رسول اللهﷺ، باب مَا جَاءَ مِنَ الفَضْلِ فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 1899)

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان کے پاس آکر کہا: میری ایک بیوی ہے، اور میری ماں اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے، (میں کیا کروں؟) ابو الدرداءؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اگر تم چاہو تو اس دروازہ کو ضائع کر دو اور چاہو تو اس کی حفاظت کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُجَاهِدُ قَالَ: لَكَ أَبَوَانِ۔ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ، بَاب لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ، حدیث نمبر: 5972)

حضرت عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ماں باپ موجود ہیں انہوں نے کہا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کی خدمت کا جہاد کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ۔ قِيلَ، يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ، بَاب لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، حدیث نمبر: 5973)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔

والدین کی خدمت مصائب سے نجات کا ذریعہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي، وَإِنَّهُ نَاءَ بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا، أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ

ذَالِكَ دَأْبِي وَدَأْبُهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ، وَقَالَ الثَّانِي: اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ، وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا، اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً، وَقَالَ الْآخَرُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى ذَالِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذَالِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

(صحیح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ، حدیث نمبر: 5974)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی سفر کر رہے تھے کہ بارش نے انہیں آ لیا اور انہوں نے بھاگ کر ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی۔ اچانک اس غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ اب انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کیے ہیں ان میں سے ایسے کام کو دھیان میں لاؤ جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو، اور اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا، پھر اپنے بچوں کو دیتا۔ ایک دن میں جانور چراتے ہوئے بہت دور نکل گیا، اور جب رات گئے واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ مَیں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا اور اسے لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں نے گوارا نہ کیا کہ انہیں سوتے میں جگاؤں اور نہ یہ کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول کی اور ان کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، وہ

انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لایا، اور انہیں لے کر اس کے پاس گیا پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا، اور زنا سے باز رہا۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے اس چٹان کو ہٹا کر کشادگی پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔ تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور چاولوں کے عوض مزدوری پر رکھا تھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ اپنے چاول چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے چھوڑے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے خرید لی۔ پھر جب وہ شخص واپس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ گائے تمہاری ہے لے جاؤ۔ اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ یہ گائے واقعتاً تمہاری ہے۔ چنانچہ وہ اسے لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو تُو اس رکاوٹ کو کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی جس سے وہ باہر آ گئے۔

مشرک والدین سے اچھا برتاؤ

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آصِلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهَا لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ۔ (الممتحنۃ: 8)۔

(صحیح البخاری کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ، حدیث نمبر: 5978)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و سلم کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ یعنی اللہ تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ

أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: نعم صِلِيها۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب الآداب، حدیث نمبر: 4913)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں، میری والدہ میرے پاس تشریف لائیں جبکہ وہ مشرکہ تھی، یہ اس وقت کی بات ہے جب قریش سے (حدیبیہ کا) معاہدہ ہوا تھا، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں، اور وہ بہتر سلوک کی متمنی ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس سے صلہ رحمی کرو۔

ماں کی پریشانی کا احساس

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ۔

(صحیح البخاری أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ، بَابُ انْتِظَارِ النَّاسِ قِيَامَ الإِمَامِ الْعَالِمِ۔ حدیث نمبر: 868)

حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہ انصاریؒ اپنے والد ابو قتادہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس میں طول دوں، لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ مجھے اس کی ماں کو تکلیف دینا برا معلوم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ۔

(صحیح البخاری أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ، بَابُ انْتِظَارِ النَّاسِ قِيَامَ الإِمَامِ الْعَالِمِ۔ حدیث نمبر: 708)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے زیادہ ہلکی لیکن کامل نماز کسی امام کے پیچھے کبھی نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ کا یہ حال تھا کہ اگر دوران نماز بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو اس خیال سے کہ اس کی ماں کہیں پریشانی میں نہ مبتلا ہو جائے نماز مختصر کر دیتے۔

والد کے دوستوں سے حسن سلوک

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ حدیث: 5143)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ۔

(سنن ترمذي ابواب البر والصلة عن رسول الله، باب مَا جَاءَ فِي إِكْرَامِ صَدِيقِ الْوَالِدِ۔ حدیث نمبر: 1903)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: سب سے بہتر سلوک اور سب سے اچھا برتاؤ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَن يولى۔

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الآداب، حدیث نمبر: 4917)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آدمی کا اپنے والد کے فوت ہو جانے کے بعد، اس کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

اولاد کے مال پر حق

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ أَبِي اجْتَاحَ مَالِي، فَقَالَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ۔

(سنن ابن ماجه كتاب التجارات، بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ۔ حدیث نمبر: 2292)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہا: میرے والد نے میری دولت ختم کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اور تمہاری دولت دونوں تمہارے والد کے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے لہٰذا تم ان کے مال میں سے کھاؤ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا وَإِنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي، قَالَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ۔

(سنن ابي داؤد كِتَابُ الْإِجَارَةِ، باب فِي الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ۔ حدیث نمبر: 3530)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس مال ہے اور والد بھی ہیں اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے والد ہی کا ہے (یعنی ان کی خبر گیری تجھ پر لازم ہے) تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔

حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ , إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ۔ (سنن ابن ماجه كتاب الأدب، بَابُ: بِرِّ الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 5759)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی اولاد اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتی مگر اسی صورت میں کہ وہ اپنے باپ کو غلامی کی حالت میں پائے پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ، فَيُعْتِقَهُ۔ (سنن ابوداؤد كتاب الادب باب فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ حدیث نمبر 5137)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹا اپنے والد کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتا سوائے اس کے کہ وہ اسے غلام پائے پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔

طعنہ زنی سے پرہیز

عَنِ الْمَعْرُورِ هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا، فَقُلْتُ: لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ، فَقَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً، فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي: أَسَابَبْتَ فُلَانًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ عَلَى حِينِ سَاعَتِي: هٰذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ، قَالَ: نَعَمْ، هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ۔ (صحيح البخاري كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ۔ حدیث نمبر: 6050)

حضرت معرور نے بیان کیا کہ میں نے ابوذرؓ کے جسم پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ایک ویسی ہی چادر تھی، میں نے عرض کیا: اگر اپنے غلام کی چادر لے لیں اور اسے بھی پہن لیں تو ایک رنگ کا جوڑا ہو جائے غلام کو دوسرا کپڑا دے دیں۔ ابوذرؓ نے اس پر کہا کہ مجھ میں اور ایک صاحب (بلالؓ) میں تکرار ہو گئی تھی تو ان کی ماں عجمی تھیں، میں نے اس بارے میں ان کو طعنہ دے دیا انہوں نے جا کر یہ بات نبی کریم ﷺ سے کہہ دی۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت کیا تم نے اسے اس کی ماں کی وجہ سے طعنہ دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی جاہلیت کی بو باقی

ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس بڑھاپے میں بھی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھو یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ جس کی ماتحتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہیے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھلائے اور جو وہ پہنے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کے لیے نہ کہے، جو اس کے بس میں نہ ہو اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لیے کہنا ہی پڑے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔

والدین کے لیے استغفار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: الْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ أُوقِيَّةٍ , كُلُّ أُوقِيَّةٍ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ , فَيَقُولُ: أَنَّى هَذَا، فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔ (سنن ابن ماجه کتاب الأدب، بَابُ: بِرِّ الْوَالِدَيْنِ۔ حدیث نمبر: 3660)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے، اور ہر اوقیہ آسمان وزمین کے درمیان پائی جانے والی چیزوں سے بہتر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جائے گا، پھر وہ کہتا ہے کہ میرا درجہ کیسے بلند ہو گیا (حالانکہ ہمیں عمل کا کوئی موقع نہیں رہا) اس کو جواب دیا جائے گا: تیرے لیے تیری اولاد کے دعاواستغفار کرنے کے سبب سے۔

اجازت طلب کرو

عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا۔ فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي خَادِمُهَا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الآداب، حدیث نمبر: 4674)

عطا بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: کیا میں اپنی ماں (کے پاس جاتے وقت اس) سے اجازت طلب کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس آدمی نے عرض کیا، میں گھر میں اس کے ساتھ ہی رہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی اس سے اجازت طلب کرو۔ اس آدمی نے عرض کیا: میں اس کا خادم ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی اجازت طلب کرو، کیا تم اسے عریاں حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے اجازت طلب کرو۔

رسول خدا ﷺ کا پاکیزہ اسوہ

سید المرسلین ﷺ نے خود ہمیشہ رشتوں کے تقدس کو ملحوظ رکھا۔ آپ کے حقیقی ولدین تو بچپن میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے، مگر ان کے لیے محبت اور دعا کا جوش دل میں موجود رہا۔ پھر آپ ﷺ نے رضاعی رشتوں کا بھی ہمیشہ احترام کیا۔ آپ کے پاکیزہ اسوہ کی چند مثالیں ان احادیث میں موجود ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ، فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔

(صحیح مسلم، كِتَاب الْجَنَائِزِ باب اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ۔ حدیث نمبر: 2258)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ اور آپ ﷺ نے فرط جذبات سے آنسو بہائے، یہاں تک کہ جو آپ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے ان کو بھی رلا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَیں نے اپنے رب سے اجازت مانگی اپنی ماں کی بخشش مانگنے کی تو مجھے اجازت نہ ملی، پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی پس تم بھی قبر کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت یاد کراتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ۔

(سنن ترمذي كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضى الله عنه حدیث نمبر: 3752)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاصؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا: یہ میرے ماموں ہیں اگر کسی کا ایسا ماموں ہو تو دکھائے۔

أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ ثَوْبَانَ، أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ أَخْبَرَهُ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ، قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ أَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُورِ، إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ حَتَّى دَنَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَنْ هِيَ؟ فَقَالُوا: هَذِهِ أُمُّهُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ۔

(سنن ابو داؤد كتاب الادب باب فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ حدیث نمبر: 5144)

حضرت ابو الطفیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جعرانہ میں گوشت تقسیم کرتے دیکھا، ان دنوں میں لڑکا تھا، اور اونٹ کی ہڈیاں اٹھا کے لا رہا تھا، کہ اتنے میں ایک عورت آئی، یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے قریب ہو گئی، آپ ﷺ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی، جس پر وہ بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ آپؐ کی رضاعی ماں ہیں، جنہوں نے آپؐ کو دودھ پلایا ہے۔

حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ السَّائِبِ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا، فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَامَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ (سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ حدیث نمبر 5145)

حضرت عمر بن سائب کا بیان ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کے رضاعی باپ آئے، آپ نے ان کے لیے اپنے کپڑے کا ایک کونہ بچھا دیا، وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر آپ کی رضاعی ماں آئیں آپ نے ان کے لیے اپنے کپڑے کا دوسرا کنارہ بچھا دیا، وہ اس پر بیٹھ گئیں، پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپؐ کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھایا۔

حرفِ آخر

فخر موجودات ﷺ کا یہ پاکیزہ اسوہ، رحمی رشتوں کی عزت و تکریم کے حوالے سے زریں ہدایات اور ارشادات ہم سب کے لیے ہمہ وقت قابل عمل ہیں۔

مظہر اتم الوہیت کا وہ عاشق صادق اور غلام کامل جس پر اس زمانے میں آسمان سے قرآنی علوم و معارف کے دروازے کھولے گئے اس حکم خداوندی کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں: ”فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے۔ اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تُو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے۔“

(تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم (حصہ پنجم) صفحہ 205۔ ایڈیشن اگست 2004ء۔ مطبوعہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.